فقہ و اجتہاد

غازی عزیر

حج اکبر کیا ہے؟

ہندوستان و پاکستان سے آنے والے حجاج کرام کے پاس فریضہ حج کی ادائیگی اور زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کی رہنمائی کرنے والی کتب ہوتی ہیں۔ ان میں سے بیشتر کتب میں مسنون طریقہ نبوی ﷺ کو چھوڑ کر انتہائی ضعیف بلکہ کبھی کبھی موضوع روایات کو جمع کیا ہوا دیکھ کر انتہائی تعجب اور قلق ہوتا ہے، زیر نظر مضمون اسی سلسلہ کی ایک اصلاحی کوشش ہے۔

عام طور پر مشہور ہے کہ جس حج کا "یوم عرفہ" جمعہ کے دن پڑے، وہ حج "حج اکبر" کہلاتا ہے اور اس ایک "حج اکبر" کا ثواب ستر عام حج سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حج میں شرکت کو بہت بڑی سعادت و خوش نصیبی تصور کیا جاتا ہے۔ ماہ ذوالحجہ کے ہلال کی رؤیت کے اعلان کے مطابق اگر یوم عرفہ بروز جمعہ پڑتا ہے تو سعودی عرب میں مقیم تارکینِ وطن کی اکثریت اس میں شرکت کے لئے کوشاں و بے قرار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بیرون ملک سے تشریف لانے والے حجاج کی تعداد میں بھی خاصہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

وہ روایت جس میں "حج اکبر" کی مزعومہ فضیلت کا ذکر ہے، ان شاء اللہ آگے پیش کی جائے گی۔ فی الحال اس بات کی تعیین کرنا مقصود ہے کہ احادیثِ نبوی ﷺ میں "حج اکبر" کس چیز کو کہا گیا ہے؟ کس حج کا اجر و مقام افضل و ارفع بتایا گیا ہے؟ نیز وہ حج جس کا "یوم عرفہ" ہفتہ کے عام دنوں میں پڑے اور وہ حج جس کا "یوم عرفہ" جمعہ کے دن پڑے۔ ان کے فضائل میں کیا اور کس درجہ فرق ہے؟

احادیث نبوی ﷺ کے تقریباً ہر مشہور مجموعہ (مثلاً صحیح بخاریؒ، صحیح مسلمؒ، جامع ترمذیؒ، سنن ابوداؤدؒ، اور مسند احمدؒ وغیرہ) میں "حج اکبر" کا ذکر موجود ہے لیکن جہاں جہاں بھی اس کا ذکر وارد ہوا ہے، وہاں اس سے مراد "یوم نحر" ہے، نہ کہ وہ جو عام طور پر مشہور اور زیر مطالعہ مضمون میں ہمارا ہدفِ تنقید ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں صریح طور پر مروی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: یوم الحج الاکبر یوم النحر یعنی "حج اکبر کا دن یوم نحر ہے" (۱)

اب یہ سوال درپیش ہے کہ حدیث میں کس حج کا اجر و مقام افضل و ارفع بتایا گیا ہے۔ تو اس سلسلہ میں اکثر کتب احادیث ہماری جس طرف رہنمائی کرتی ہیں، وہ یہ ہے کہ "حج مبرور" کا اجر اور مقام و مرتبہ سب سے افضل و برتر ہے۔ مشہور شارحین حدیث میں سے حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ نووی، علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری اور شیخ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہم اللہ "حج مبرور" کی شرح میں بیان کرتے ہیں:

> "ابن خالویہ کا قول ہے کہ "حج مبرور" سے مراد "حج مقبول" ہے یعنی وہ حج جس میں اِثم کی قبیل سے کسی چیز کی ملاوٹ نہ ہو۔"

امام نوویؒ نے اس رائے کو ترجیح دی ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی کے ہم معنی اقوال نقل کیے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ وہ حج جس کے تمام احکام موقع و محل کے اعتبار سے بروقت اور احسن و اکمل طریقہ پر ادا کئے جائیں، وہی حج مبرور ہے (۲)

"حج مبرور" کے متعلق صحیح احادیث میں مروی ہے: "الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة" یعنی "حج مبرور کا اجر جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے" اس حدیث کی تخریج امام بخاریؒ (۳) امام مسلمؒ (۴) اور ابن حبانؒ (۵) نے اپنی اپنی صحیح میں، امام ترمذیؒ نے اپنی جامع (۶) میں، امام نسائیؒ (۷) اور دارمیؒ (۸) نے اپنی اپنی سنن میں، امام مالکؒ نے اپنی مؤطا (۱۹) میں، امام احمد بن حنبلؒ (۱۰) اور طیالسیؒ (۱۱) نے اپنی اپنی مسند میں، طبرانیؒ نے معجم (۱۲) میں، عقیلیؒ نے الضعفاء الکبیر (۱۳) میں، ابو نعیمؒ نے الحلیة الاولیاء (۱۴) بغویؒ نے شرح السنہ (۱۵) میں اور طبریؒ نے اپنی تفسیر (۱۶) میں کی ہے۔ خطیب تبریزیؒ نے مشکوۃ المصابیح (۱۷) میں، علامہ عجلونیؒ نے کشف الخفاء (۱۸) میں اور علامہ محمد ناصرالدین الالبانی حفظہ اللہ نے ارواء الغلیل (۱۹) اور سلسلة الاحادیث الصحیحہ (۲۰) میں اس کو وارد کیا ہے۔

بعض دوسری روایات میں "حج مبرور" کو افضل الاعمال میں ایمان باللہ و رسولہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے بعد تیسرا درجہ دیا گیا ہے۔ (۲۱) پس معلوم ہوا کہ وہ "حج مبرور" و مقبول جس کا اجر سراپا جنت ہو اور ایمان و جہاد کے بعد جسے افضلُ الاعمال قرار دیا گیا ہو، اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا حج کیوں کر ممکن ہے۔

اب اس سلسلہ کا تیسرا اور آخری معاملہ پیش نظر ہے یعنی وہ حج جس کا یوم عرفہ ہفتہ کے عام دنوں میں پڑے اور وہ حج جس کا یوم عرفہ جمعہ کے دن پڑے، ان کے فضائل و خصائص میں کیا اور کس درجہ فرق ہے؟ اس فرق کو جاننے کے لئے پہلے یوم جمعہ کی فضیلت کا جاننا ضروری ہے۔

یہ طے شدہ امر ہے کہ ہفتہ کے تمام دنوں میں جمعہ کا دن نہایت افضل اور خیر و برکت والا ہوتا ہے جیسا کہ اکثر کتبِ احادیث میں وارد ہے: "افضل الایام عنداللہ یوم الجمعة" یعنی "اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے" اسے بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے "الجامع الصغیر" میں اور علامہ اسماعیل عجلونیؒ نے "کشف الخفاء"(۲۲) میں اس کو وارد کیا ہے۔ علامہ مناویؒ "فیض القدیر" میں فرماتے ہیں کہ "یہ حسن الاسناد ہے"۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے بھی اس حدیث کو "صحیح" قرار دیا ہے۔(۲۳)

یوم الجمعہ کی فضیلت میں وارد ہونے والی بعض دوسری احادیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

"افضل الایام یوم الجمعة"(۲۴) "سید الایام عنداللہ یوم الجمعة"(۲۵) "وان من افضل ایامکم یوم الجمعة"(۲۶) خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعة"(۲۷) "ماتطلع الشمس بیوم ولا تغرب بافضل او اعظم من یوم الجمعة"(۲۸) اور "الیوم الموعود یوم القیامة والیوم المشهود یوم عرفة والشاهد یوم الجمعة و ماطلعت الشمس ولا غربت بیوم افضل منه فیه ساعة" وغیرہ

مندرجہ بالا احادیث سے یوم الجمعہ کی فضیلت تو ثابت ہو گئی لیکن اب یہ طے کرنا ہے کہ یوم الجمعہ اور یوم عرفہ میں کون سا دن زیادہ افضل ہے۔ بعض لوگ یوم الجمعہ کی فضیلت میں وارد ہونے والی مذکورہ بالا احادیث کو دلیل بناتے ہوئے یوم عرفہ پر یوم الجمعہ کو فوقیت دیتے ہیں لیکن حافظ ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم الجوزیہؒ (م ۷۵۲ھ) نے اس سلسلہ میں نہایت عمدہ بات فرمائی ہے:

> "سچ بات یہ ہے کہ یوم الجمعہ ہفتہ کے تمام دنوں میں افضل ہے اور یوم عرفہ و یوم النحر سال کے ایام میں افضل ہیں" (۲۹)

پس اگر سال کا سب سے افضل دن (یوم عرفہ) اور ہفتہ کا سب سے افضل دن (یوم الجمعہ)

ایک ہی دن جمع ہو جائیں تو اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ وہ یوم عرفہ ہر دو افضل ایام کے فضائل باہم اکٹھا ہو جانے کے باعث دوسرے غیر جمعہ والے یوم عرفہ کی نسبت بدرجہا افضل و بابرکت ہو جاتا ہے۔

علامہ حافظ ابن القیمؒ نے یوم الجمعہ کے یوم عرفہ ہونے سے جو اضافی فضائل و مزایا ایک ہی دن میں جمع ہو جاتے ہیں، اس کی متعدد وجوہ بیان کی ہیں جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"(۱) دو افضل دنوں کا باہم اجتماع

(۲) یوم الجمعہ وہ دن ہے جس میں محقق طور پر مقبولیت و اجابت کی ایک گھڑی (۳۰) ضرور ہوتی ہے، اور اکثر اقوال کے مطابق مقبولیت کی وہ مبارک ساعت عصر اور مغرب کے درمیان (۳۱) ہوتی ہے۔ دعاء کی مقبولیت کے اس وقفہ کے دوران اہل موقف (حجاج) چونکہ وادی عرفہ میں مصروفِ دعاء و تضرع ہوتے ہیں لہٰذا ان کے لیے اس گھڑی کو پانا عین ممکن ہوتا ہے۔

(۳) اس دن کی رسول اللہ ﷺ کے وقوف عرفہ کے دن کے ساتھ موافقت و مماثلت ہونا

(۴) یوم الجمعہ کو تمام کرۂ ارض پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق مساجد میں خطبہ اور نماز جمعہ کے لئے جمع ہوتی ہے، اسی طرح دنیا کے گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے ضیوفُ الرحمٰن وادی عرفہ میں یوم عرفہ کو جمع ہوتے ہیں۔ یوم عرفہ، جمعہ کے دن ہونے سے مساجد اور موقفِ عرفہ میں مسلمانانِ عالم کا ایک ہی دن اور ایک ہی ساتھ دعاء و تضرع میں مشغول ہونا جس طرح وجود میں آتا ہے، اس اجتماعیت کی مثال اس دن کے علاوہ اور کبھی نظر نہیں آتی۔

(۵) یوم جمعہ تمام مسلمانوں کے عید اور خوشی کا دن ہوتا ہے اسی طرح یوم عرفہ اہل عرفہ کے لئے عید کا دن ہوتا ہے چنانچہ اہل عرفہ کے لئے یوم عرفہ کو روزہ رکھنا مکروہ بتایا گیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ

"یوم عرفہ اہل عرفہ کے لئے عید کا دن ہے پس ان کے لئے اس دن کا روزہ رکھنا غیر مستحب ہے۔ اس کی دلیل سنن میں وارد وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "ان یوم عرفة و یوم النحر و ایام التشریق عیدنا اهل الاسلام

وھی ایام اکل و شرب" (۳۲) یعنی "بیشک یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام (حجاج) کی عید اور کھانے پینے کے دن ہیں"

بہرحال یہ تو بیشتر احادیثِ صحیحہ سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم عرفہ کو حالتِ صوم سے نہ تھے بلکہ آپ ﷺ نے بعض صحابہؓ کے شکوک کو دور فرمانے کے لئے دودھ کو طلب فرمایا اور اونٹ کے اوپر اسے نوش فرمایا تھا (۳۳) مقصود یہ کہ اگر یوم الجمعہ اور یوم عرفہ دونوں ایک ہی دن جمع ہوں تو اس سے دو عیدیں باہم جمع ہو جاتی ہیں۔

(۶) یوم الجمعہ اور یوم عرفہ کا باہم اجتماع اس تاریخی دن سے موافقت رکھتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لئے اپنے دین کو مکمل فرمایا اور ان پر اپنی نعمتوں کا اتمام فرمایا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں طارق بن شہاب کی حدیث میں مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک یہودی شخص کو آیت ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (۳۴) کے شانِ نزول سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ آیت یوم عرفہ کو جمعہ کے دن نازل ہوئی تھی (۳۵)

(۷) جمعہ کا دن یوم الجمع الاکبر اور موقف الاعظم یعنی روز قیامت سے بھی موافقت رکھتا ہے کیونکہ قیامت بروز جمعہ برپا ہوگی جیسا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ (۳۶) اسی لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جمعہ کے دن مبدأ و معاد اور جنت و جہنم کا ذکر کرنا مشروع فرمایا ہے، پس یہ دن امت کے لئے اس یوم الجمعہ کی یاد تازہ کرتا ہے جب یوم الجمع الاکبر اور موقفِ اعظم ہوگا۔ اسی طرح دنیا کے اس عظیم موقف یعنی یوم عرفہ سے بھی اللہ تعالیٰ کے اس موقف اعظم کی تذکیر و یاددھانی ہوتی ہے۔ اگر دونوں تذکیر و یاددھانی کے دن ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو روز قیامت کی یاد دوگنا بڑھ جاتی ہے۔

(۸) جمعہ کے دن تمام مسلمان اطاعتِ الٰہی اور اس کی رضاجوئی میں معروف رہتے ہیں حتی کہ اکثر فاسق و فاجر بھی یوم الجمعہ کی عظمت و شرف کا احترام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس دن کو تمام دنوں میں مبارک و بافضیلت منتخب فرمایا ہے چنانچہ اگر یہ وقوفِ عرفہ کے دن سے موافقت کرے تو اس کی شان اور اس کے فضائل کو بلاشبہ بڑھا دیتا ہے۔

(۹) یہ دن جنت کے "یوم مزید" سے بھی موافقت رکھتا ہے جب کہ تمام جنتی وادی فسیح

میں جمع ہو کر اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کا بچشم خود نظارہ کریں گے۔ پس اگر جمعہ کا دن یوم عرفہ سے موافقت کرے تو یہ اس کے لیے مزید اختصاص اور فضل کی بات ہے۔

(۱۰) عرفہ کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ اہل موقف کی مغفرت پر فرشتوں کو گواہ بناتے ہوئے فرماتا ہے: "ما اراد هؤلاء؟ اشهد کم انی قد غفرت لهم" اگر اس عرفہ کے دن جمعہ بھی جمع ہو جائے تو اہل عرفہ کو دو طرح کا قربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے: اول: قبولیت کی گھڑی میں تقرب اجابت، دوم: اہل عرفہ کے لیے خصوصی قربت (۳۷)

اس بحث کے اختتام پر علامہ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: "ان تمام وجوہ کی بناء پر میں یوم عرفہ کو دوسرے دنوں کی بہ نسبت یوم الجمعہ کے ساتھ جمع ہونے کو افضل قرار دیتا ہوں" (۳۸)

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی "فتح الباری" میں یوم الجمعہ کے فضائل بیان کرنے کے بعد ان تمام احادیث سے یوم عرفہ کو یوم الجمعہ ہونے کے باعث اضافی فضائل، امتیاز اور مزایا کا اثبات ان الفاظ میں فرمایا ہے: "وعلی کل منهما فثبتت المزية بذلك والله اعلم" (۳۹)

اب وہ حدیث پیش خدمت ہے جسے مزعومہ "حج اکبر" کی فضیلت کے طور پر عموماً بیان کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی اس حدیث پر کبار علماء و محدثین کی نقد و جرح بھی حاضر ہے تاکہ اس کا مقام و مرتبہ بیک نظر معلوم ہو جائے۔ حدیث اس طرح ہے:

> "افضل الايام يوم عرفة اذا وافق يوم الجمعة وهو افضل من سبعين حجة فی غير جمعة"

> "دنوں میں سب سے افضل عرفہ کا دن ہے، اگر (یوم عرفہ) یوم الجمعہ کی موافقت کرے تو وہ جمعہ کے علاوہ پڑے والے ستر حج سے (زیادہ) افضل ہے۔"

علامہ حافظ جمال الدین ابی محمد عبداللہ بن یوسف الزیلعی الحنفیؒ (م ۷۶۲ھ) فرماتے ہیں:

> "اس حدیث کو رزین بن معاویہ نے "تجرید الصحاح" میں روایت کیا ہے۔" (۴۰)

لیکن حق یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک زیر بحث حدیث قطعی طور پر "باطل" اور "بے بنیاد" ہے چنانچہ محدث شہیر علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۲ھ) "حج اکبر" کے اس غلط تصور پر متنبہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> "عوام میں یہ بات شہرت پا گئی ہے کہ اگر یوم عرفہ بروز جمعہ پڑے تو وہ حج، "حج اکبر" ہوتا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ رزین نے طلحہ بن عبید اللہ بن کرز (کریز)

> سے مرسلاً اس کی روایت کی ہے: افضل الایام یوم عرفة اذا وافق یوم الجمعة وھو افضل من سبعین حجة فی غیر جمعة۔ ایسا "جمع الفوائد" میں درج ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے، لیکن میں اس کی اسناد سے واقف نہیں ہوں" (۴۱)

علامہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی" (م ۸۵۲ھ) نے اس روایت کو تھوڑے مختلف الفاظ کے ساتھ اس طرح نقل فرمایا ہے:

> "خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم عرفة وافق یوم الجمعة وھو افضل من سبعین حجة فی غیرھا" (۴۲)

اس روایت کے متعلق آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رزین نے اسے اپنی "جامع" میں مرفوعاً ذکر کیا ہے" پھر آگے چل کر اس حدیث کے احوال سے اپنی لاعلمی کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

> "فھو حدیث لا اعرف حاله لا نه لم یذکر صحابیه ولا من اخرجه بل ادرجه فی حدیث المؤطا الذی ذکره مرسلا عن طلحة بن عبدالله بن کریز ولیست الزیادة المذکورة فی شیئ من المؤطات" (۴۳)

علامہ ابوالحسنات عبدالحیٔ بن عبدالحلیم حنفی لکھنوی" (م ۱۳۰۴ھ) علامہ شیخ نورالدین علی بن محمد بن سلطان الحنفی المعروف بالملا علی القاری" (م ۱۰۱۴ھ) سے نقل فرماتے ہیں کہ:

> " آں رحمہ اللہ نے حدیث: افضل الایام یوم عرفة..... الخ (رواہ رزین) کے متعلق بیان کیا کہ بعض محدثین نے اس حدیث کی اسناد کے ضعیف ہونے کا جو ذکر کیا ہے تو اس تضعیف سے علی تقدیر صحت مقصود پر کوئی زد نہیں پڑتی، کیونکہ ضعیف حدیث بھی فضائل اعمال میں معتبر ہوتی ہے" (۴۴)

"ملّا علی القاری" کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد مولانا عبدالحیٔ لکھنوی" نے بھی ان کی رائے سے اپنا اتفاق ظاہر کیا ہے۔ اگرچہ ان حضرات کا "علی تقدیر صحت" لکھنا اور ضعیف احادیث کا فضائل اعمال میں معتبر بتانا قابل گرفت امور ہیں لیکن پھر بھی اس عبارت سے کم از کم یہ ثابت تو ہوتا ہے کہ "محدثین نے اس حدیث کی اسناد کے ضعیف ہونے کا ذکر کیا ہے"

اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ علامہ حافظ ابن قیم الجوزیہ" نے یوم عرفہ کا دوسرے ایام کی بہ نسبت جمعہ کو ہونا دس وجوہ کی بنا پر افضل قرار دیا ہے لیکن ان تمام مزایا و فضائل بیان کرنے کے

بعد آں رحمہ اللہ انتہائی فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں:

> "اور جہاں تک عوام میں مشہور اس بات سے مستفاض ہوتا ہے کہ یہ یوم عرفہ (بروز جمعہ) بہتر (۷۲) حج کے مساوی ہے تو یہ (قطعاً) باطل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ و تابعین میں سے کسی سے (اس کی کوئی اصل ہے) واللہ اعلم" (۴۵)

محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ "یہ باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے" پھر علامہ زیلعیؒ کے قول کہ "اس کو رزین بن معاویہ نے تجرید الصحاح میں روایت کیا ہے" پر تنقید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> "معلوم ہونا چاہیے کہ رزین کی اس کتاب میں اصول ستہ یعنی صحیحین، مؤطا امام مالکؒ سنن ابو داؤدؒ، سنن نسائیؒ، اور جامع الترمذیؒ سے ابن اثیرؒ کی مشہور کتاب "جامع الاصول من احادیث الرسول" کے انداز پر احادیث منتخب کر کے جمع کی گئی ہیں مگر ان دونوں کتابوں میں فرق یہ ہے کہ رزین کی کتاب "التجرید" میں ایسی احادیث کثیر تعداد میں موجود ہیں جن کی ان اصولِ ستہ میں سے کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی حدیث کی دوسری کسی معروف کتب میں سے، بلکہ علامہ ابن القیمؒ نے تو "زاد المعاد" میں اس کے بطلان کی صراحت بھی فرمائی ہے (پھر علامہ موصوف کا مذکورہ بالا قول نقل فرمایا ہے) علامہ مناویؒ نے بھی "فیض القدیر" میں ان کی توقیر فرمائی ہے" (۴۷)

پس ثابت ہوا کہ "حج اکبر" کا جو مفہوم عام طور پر شہرت پایا گیا ہے وہ احادیثِ صحیحہ ثابتہ کے قطعی خلاف ہے نیز اس کی فضیلت میں بیان کی جانے والی روایت کے ضعیف، بے بنیاد، غیر اصل بلکہ "باطل" ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

۱۔ صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۶ ص ۲۷۹، صحیح مسلم کتاب الحج حدیث ۴۳۵، سنن ابو داؤد مع عون المعبود ج ۲ ص ۱۳۹، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۲۲، ج ۴ ص ۱۱۵، مسند احمد ج ۴ ص ۳۷۴، وکمافی الطبقات ابن سعد ج ۲ ۱۳۲۲ و مجمع الزوائد منبع الفوائد للہیثمی ج ۳ ص ۲۶۳ والمغنی

لابن قدامہ المقدسی ج ۳ ص ۴۴۶ وارواء الغلیل للالبانی حدیث ۱۰۱ و صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ للالبانی ج ۲ ص ۱۳۶۱ وغیرہ ـــــ ۲۔ فتح الباری لابن حجر ج ۳ ص ۳۸۲، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۲ ص ۷۸، تعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی للفوجیانی ج ۲ ص ۱، ۲ ـــــ ۳۔ صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۳ ص ۵۹۷ ـــــ ۴۔ صحیح مسلم کتاب الحج حدیث ۴۳۷ ـــــ ۵۔ صحیح ابن حبان حدیث ۹۶۷ ـــــ ۶۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۸ ـــــ ۷۔ سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۲ ص ۱، ۲ ـــــ ۸۔ سنن الداری کتاب الاطعمہ باب ۷ ـــــ ۹۔ مؤطا امام مالک کتاب الحج حدیث ۶۵ ـــــ ۱۰۔ مسند احمد ج ۱ ص ۷۸ ۳، ج ۲ ص ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۸، ۴۶۱، ۴۶۲، ج ۳ ص ۳۲۵، ۳۳۴، ۴۴۷ ـــــ ۱۱۔ مسند الطیالسی حدیث ۱۴۲۳، ۲۴۲۵ ـــــ ۱۲۔ معجم الطبرانی ج ۳ ص ۷۶ ـــــ ۱۳۔ ضعفاء الکبیر العقیلی ج ۱ ص ۱۴۱ و ج ۴ ص ۴۱۱ ـــــ ۱۴۔ الحلیۃ الاولیاء لابو نعیم ج ۴ ص ۱۱۰ ـــــ ۱۵۔ شرح السنہ للبغوی ج ۲ ص ۱۱۲ ـــــ ۱۶۔ تفسیر الطبری ج ۴، ۳۹۵۶ ـــــ ۱۷۔ مشکوٰۃ المصابیح مع تنقیح الرواۃ ج ۲ ص ۱۱۰ ـــــ ۱۸۔ کشف الخفاء للعجلونی ج ۱ ص ۴۲۰ ـــــ ۱۹۔ ارواء الغلیل للالبانی حدیث ۷۶۹ ـــــ ۲۰۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی ج ۳ ص ۱۹۷ ـــــ ۲۱۔ صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۳ ص ۳۸۱ ـــــ ۲۲۔ کشف الخفاء للعجلونی ج ۱ ص ۱۷۷ ـــــ ۲۳۔ صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ للالبانی ج ۱ ص ۲۴۷ و سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی ج ۴ ص ۴ ـــــ ۲۴۔ معجم الکبیر للطبرانی بحوالہ مجمع الزوائد و منبع الفوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۶۵ و ج ۸ ص ۱۹۸ و قال: ولکن اسنادھا ضعیفان ـــــ ۲۵۔ معجم الکبیر للطبرانی بحوالہ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۶۴ و قال: وفیہ ابراھیم بن یزید الجوزی وھو ضعیف ـــــ ۲۶۔ سنن ابوداود مع عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۵ ـــــ ۲۷۔ فتح الباری ج ۸ ص ۲۷۱، صحیح مسلم کتاب الجمعہ حدیث ۱۷، ۱۸، سنن ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۴، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۵۴، ۳۵۵، سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۱ ص ۱۶۲، ۱۶۸، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز، باب ۶۴، مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۲، ج ۴ ص ۸، مسند الطیالسی حدیث ۲۳۳۱، ۲۳۶۲، صحیح ابن حبان بحوالہ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابن القیم الجوزیہ ج ۱ ص ۲۰ ـــــ ۲۸۔ مسند احمد ج ۲ ص ۴۵۷ باسناد صحیح علی شرط مسلم، صحیح مسلم ج ۳ ص ۶، مستدرک علی الصحیحین للحاکم ج ۲ ص ۵۴۴ وقال: صحیح علی شرط مسلم و قد اخرجاہ، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۶۴ وقال رجالہ رجال الصحیح ـــــ ۲۹۔ زاد المعاد لابن قیم ج ۱ ص ۲۰ ـــــ ۳۰۔ صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۲ ص ۴۱۵، ج ۹ ص ۴۳۶، ج ۱۱ ص ۱۹۹، صحیح مسلم کتاب الجمعہ حدیث ۱۳، ۱۴، سنن ابو داؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۵، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۵۴، سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۱ ص ۱۶۸، سنن ابن ماجہ کتاب الاقامہ باب ۷۹، ۹۹،

سنن الدارمی کتاب الصلاۃ باب ۶۰۴، مؤطا امام مالک کتاب الغسل الجمعہ حدیث ۱۵، ۱۶، مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۰، ۲۵۵، ۲۷۲، ۲۸۰، ۲۸۴، ۳۱۱، ۳۱۲، ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۵۷، ۴۶۹، ۴۸۱، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۹، ۴۹۸، ۵۱۸، ج ۳، ص ۳۹، ۶۵، ج ۵ ص ۴۵۱، ۴۵۳، مسند الطیالسی حدیث ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۶۴-۱۶۷ —— ۳۱۔ مسند احمد ج ۵ ص ۴۵۳، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۵۴-۳۵۵، سنن ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۶، فتح الباری ج ۲ ص ۴۱۶، ۴۲۲، سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۱ ص ۱۶۸، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۶۵-۱۶۷ —— ۳۲۔ سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۲ ص ۳۸ —— ۳۳۔ صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۳ ص ۵۱۰، ۵۱۲، ج ۴ ص ۲۳۶، صحیح مسلم کتاب الصیام حدیث ۱۱۰، ۱۱۲، سنن ابوداؤد عون المعبود ج ۲ ص ۳۰۱، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۵۶، سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۲ ص ۳۸، سنن الدارمی کتاب الصوم باب ۴۷، مؤطا امام مالک کتاب الحج حدیث ۱۳۲، ۱۳۳، مسند احمد ج ۱ ص ۲۱۷، ۳۲۱، ۳۴۳، ۳۴۶، ۳۴۹، ۳۶۷، ج ۲ ص ۴۷، ۵۰، ۷۲، ۷۳، ج ۴ ص ۱۵۲ —— ۳۴۔ سورہ المائدہ آیت ۳ —— ۳۵۔ صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۸ ص ۲۷۰، ج ۱۳ ص ۲۴۵ —— ۳۶۔ صحیح مسلم کتاب الجمعہ حدیث ۱۸، سنن ابوداؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۴، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۵۴، سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۱ ص ۱۶۸، ص ۱۶۶، سنن ابن ماجہ کتاب الاقامہ باب ۷۶، کتاب الجنائز باب ۴۶، سنن الدارمی کتاب الصلاۃ باب ۲۰۶، مؤطا امام مالک کتاب النداء للصلاۃ حدیث ۸۹، مسند احمد ج ۲ ص ۵۴۰، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۶۷ —— ۳۷۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد لابن القیم ج ۱ ص ۲۰-۲۳ (مختصرا) —— ۳۸۔ زاد المعاد لابن قیم ج ۱ ص ۲۳ —— ۳۹۔ فتح الباری لابن حجر ج ۸ ص ۲۷۱ —— ۴۰۔ حاشیہ ابن عابدین ج ۲ ص ۳۴۸ —— ۴۱۔ تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی للمبارکفوری ج ۲ ص ۱۲۲ —— ۴۲۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر ج ۸ ص ۲۷۱ —— ۴۳۔ ایضاً —— ۴۴۔ الاجوبۃ الفاضلۃ للشیخ عبدالحیٔ اللکنوی ص ۳۷ وکذا فی مقدمۃ صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ للالبانی ج ۱ ص ۵۴ —— ۴۵۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد لابن قیم ج ۱ ص ۲۳ —— ۴۶۔ فیض القدیر ج ۲ ص ۲۸ —— ۴۷۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۴۵

◆